عربی زبان وادب کے اصولِ تدریس وضوابط

مولانا ارشاد احمد سالارزئی
استاذِ جامعہ

تأثرات، گزارشات (چوتھی قسط)

عربی ادب میں مقامہ نگاری اور اس کا تعارف

ہر قوم کی ایک ادبی تاریخ ہوتی ہے، اور ایک سیاسی واجتماعی تاریخ، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ دونوں تاریخیں ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں تو بے جا نہ ہوگا؛ کیوں کہ ادبی تاریخ کا ظہور اور فکر وتخیلات پہلے وجود میں آتی ہیں، اس کے نتیجے میں سیاسی، اجتماعی اور انقلابی تاریخ ظہور پذیر ہوتی ہے۔

فنِ ''مقامة'' عربی ادب کی ایک عمدہ اور قدیم تخلیقی، فنی اور پیچیدہ صنف ہے، جس نے ادبی فنکاروں اور زبان دانوں کو ہمیشہ متأثر کیا ہے۔ اس میں زبان کی چابک دستی، خیال کی ندرت، اور انسانی نفسیات کی گہرائی کو انتہائی خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے۔ عربی ادبیات میں مقامہ نگاری نے نثر کو وہ مقام دیا جو عام طور پر شاعری کو حاصل تھا۔ اس کی ابتدا چوتھی صدی ہجری میں ہوئی، اور ہر دور کے اندر اس فن میں بہت سے نامور اُدباء نے اپنے عمدہ جوہر دکھائے، چنانچہ ذیل کی سطور میں ''مقامة'' کے لغوی، تحقیقی اور تاریخی پہلوؤں کو اُجاگر کیا جائے گا۔

''مقامة'' کی لغوی تحقیق

لفظِ ''مقامة'' اسمِ ظرف ہے، اہلِ لغت کے ہاں اس کا استعمال کئی معانی میں ہوتا ہے، ان میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

1- کھڑے ہونے کی جگہ، پھر اس میں وسعت پیدا ہوئی، حتیٰ کہ مجلس ومکان کے لیے استعمال ہونے لگا۔

2- مجلس اور جگہ، اس معنی میں اس کا استعمال بکثرت پایا جاتا ہے، پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے

اہلِ مجلس پر بولا جانے لگا، جیسے کہ اہلِ مجلس کو مجلس کہتے ہیں۔

❸- وعظ ونصیحت کا معنی بھی مستعمل ہے، جیسے: مقامات الخطباء (خطباء کی نصائح)، مقامات القُصَّاص (قصہ گوئیوں کی نصائح)، مقامات الزُّھاد (زاہدوں کی نصائح) اسی پر ایک کتاب ہے جس کا نام: ’’مقامات العلماء بين يدي الأمراء والخلفاء‘‘ ہے، جو علماء کی ان نصائح ومواعظ پر مشتمل ہے جو انہوں نے امراء وسلاطین کی مجالس میں مختلف مواقع پر بیان فرمائی تھیں۔

❹- ’’مقامة‘‘ ایک خاص ادبی صنف، کہانی، لطیفہ، چٹکلہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جس کی عبارت مقفّی اور مسجّع ہوتی ہے، جیسا کہ عنقریب اس کا تفصیلی تذکرہ اگلی سطور میں آرہا ہے، اور یہاں یہی چوتھا معنی مراد ہے۔

’’مقامة‘‘ کا تحقیقی تعارف

’’مقامة‘‘ میں عموماً مؤلف اپنی باتوں کی نسبت کسی اور کی طرف کرتے ہیں، گویا ساری باتیں وہ بیان کررہے ہوتے ہیں، اور وہی بنیادی کردار ہوتے ہیں، پھر ان باتوں کو نقل کرنے والا کوئی اور ہوتا ہے، جسے راوی کہا جاتا ہے، جبکہ یہ دونوں حضرات حقیقت میں فرضی نام ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر احمد حسن زیات ’’مقامة‘‘ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ’’مقامة‘‘ ایک مختصر اور خوبصورت اُسلوب پر مشتمل حکایت کو کہتے ہیں جو نصیحت یا چٹ پٹی باتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔‘‘ ... آگے لکھتے ہیں: ’’یہی وہ زمانہ تھا جس میں ادب اور انشاء پردازی عروج پر تھی، اس فن میں بدیع الزمان نے ایسی عمدگی اور جدت پیدا کی کہ اسے اس فن کا امام تصور کیا جانے لگا۔‘‘

ڈاکٹر شوقی ضیف لکھتے ہیں:

> ’’مقامة‘‘ عربی ادب میں ایک منفرد صنف ہے جس میں نثر اور بعض اوقات شعر کا امتزاج ہوتا ہے، اور اسے مکالماتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔‘‘

’’مقامة‘‘ کا بنیادی مقصد ادبی اور لسانی مہارت کا اظہار تھا، جس میں فصیح اور بلیغ زبان استعمال کی جاتی تھی۔ یہ ایک ادبی کھیل یا چالاکی کا اظہار بھی تھا، جہاں کہانی کا مرکزی کردار، عام طور پر ایک چالاک شخص اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔

’’مقامة‘‘ کی ساخت پر بات کرتے ہوئے شوقی ضیف لکھتے ہیں:

> ’’مقامة‘‘ میں اکثر ایک کہانی سنانے والا (راوی) اور ایک چالاک، ذہین کردار (عام طور پر ابوالفتح الاسکندری اور حارث بن ہمام جیسے کردار) شامل ہوتے ہیں۔ یہ کردار مختلف شہروں میں

گھومتے ہیں اور اپنے فن یا چالاکی سے لوگوں کو متاثر کرتے ہیں۔‘‘

علاوہ ازیں اس میں نہ صرف ادبی خوبصورتی اور لسانی مہارت دکھائی جاتی ہے، بلکہ اس میں سماجی و اخلاقی مسائل پر طنز و مزاح بھی ہوتا ہے۔ ان مقامات میں کرداروں کے مکالمات کے ذریعے مختلف معاشرتی مسائل کو اُجاگر کیا جاتا ہے۔ عباسی دور کے بعد اس صنف کی مقبولیت میں کمی واقع ہوئی، لیکن اس کا اثر بعد کے ادبی دور میں بھی نظر آتا ہے۔

یہ فن ٗ عباسی دور میں ظہور پذیر ہوا۔ عباسی دور کے دو مراحل ہیں: پہلا مرحلہ: ۷۵۰ عیسوی (۱۳۲ھ) سے ۸۱۳ عیسوی مطابق (۱۹۸ھ) تک ہے۔ اس کے بعد عباسی دور کا دوسرا مرحلہ: ۸۱۳ عیسوی (۱۹۸ھ) سے ۱۲۵۸ عیسوی (۶۵۶ھ) تک ہے۔ اس کا عرصہ تقریباً ۵۲۴ سال پر محیط رہا۔ عمومی طور پر دونوں ادوار میں علمی و ادبی ترقی ہوئی، جب کہ فنِ ’’مقامة‘‘ دوسرے عباسی دور کا خاصہ رہا ہے۔

’’مقامة‘‘ کا واضع اور اس کی ابتدا

اس سلسلے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں کہ ’’مقامة‘‘ کب سے شروع ہوا اور اس کی بنیاد کس نے ڈالی؟

۱- چنانچہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مقامہ نویسی کی ابتدا بنی عباس کے زمانے کے وسط میں ہوئی، کہتے ہیں کہ مقامہ نگاری کی ابتدا ابن فارس نے کی ہے، پھر ان کی تقلید میں ان کے شاگرد بدیع الزمان ہمذانی نے گداگری اور دیگر موضوعات پر چار سو مقامات املا کروائے، جو اتنے عمدہ اور دلچسپ تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اس فن کے امام بن گئے، لیکن اس کے مقامات میں سے صرف ۵۳ مقامات مل سکے ہیں، بعد ازاں علامہ حریری نے پچاس مقامے لکھے، جن میں بدیع الزمان ہمذانی کی پیروی کی، ان بلند پایہ ادیبوں کے بعد بہت سے اِنشا پردازوں نے مقامہ نگاری کو اپنا موضوع بنایا، لیکن وہ ان دونوں کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔

۲- مؤرخین اور ادباء اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے مقامات لکھنے والے علامہ بدیع الزمان ہیں، علامہ حریری نے بھی اپنی مقامات کے مقدمہ میں ان کو مقامہ کا واضع اول قرار دیا ہے۔

۳- زکی مبارک کی رائے یہ ہے کہ مقامہ کا سب سے پہلے واضع تیسری صدی کے ماہرِ لغت عالم ابن درید (۲۲۳ھ-۳۲۱ھ) ہیں، جب کہ نامور ادیب علامہ مصطفیٰ صادق الرافعی نے اس نظریہ کی تردید کی ہے۔

بعض لوگوں نے دونوں کی رائے میں تطبیق دی ہے کہ زکی مبارک نے جن عبارات سے استدلال کیا ہے، اگر ان عبارات سے ان کا مقصد یہ ہو کہ بدیع الزماں نے ابن درید کے اسلوب سے استفادہ کیا ہے تو یہ درست ہے، چنانچہ مقاماتِ ہمذانی میں اس کے کئی قرائن موجود ہیں، اور اگر زکی کا مقصد یہ ہے کہ اس فن کا مؤسس اور بانی ابن درید ہے تو یہ غلط ہے اور رافعی کا نظریہ درست ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ فن مقامہ کے واضع اول علامہ بدیع الزمان ہیں، لیکن انہوں نے ابن درید کے

طریق کار اور اسلوب سے استفادہ کیا ہے، اور علامہ حریری نے ان کے طرز پر اپنی کتاب مقاماتِ حریری ترتیب دی ہے، ان کے بعد کئی لوگوں نے ان کی پیروی کی۔

مقامہ نگاری کے مقاصد

اس سلسلہ میں اُدباء کا مرکزی نکتہ اور بنیادی غرض اپنی ادبی صلاحیتوں کا اظہار اور مضامین میں جدت اور تنوُّع پیش کرنا ہے، اگر اس کے ساتھ ساتھ مختلف اُدباء کے مقامات مختلف موضوعات کا فائدہ بھی دیتے ہیں، مثلاً:

①- علامہ حریری کی غرض جمعِ لغات رہی ہے، اور یقیناً حریری اس میں کامیاب رہے ہیں۔

②- ابن جوزی اور زمخشری نے وعظ ونصیحت اور اخلاق کو موضوع بنا کر مقامات پیش کیے۔

③- محض اپنی مہارت اور تفوُّق جتلانا، اکثر اُدباء نے اسی غرض سے مقامات تالیف کیے۔ ان میں مشہور ترین مؤلف ناصیف یازجی نصرانی ہے۔

④- علوم کو معمات اور چٹکلوں میں پیش کرنا، چنانچہ بہت سے اُدباء نے لغوی، حرفی، نحوی، فقہی مباحث کو لطائف ومعمات میں پیش کیا ہے، جیسے علامہ زمخشری، عائض قرنی، وغیرہ۔

⑤- جانوروں کی زبانی بحث واعتراض، جدل ومناقشہ کے نئے نئے طریقے پیش کرنا، ابن الوردی اور ابن الحبیب کی مقامات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

⑥- نقد ومعارضہ کرنا، اُدباء کی ایک جماعت نے اپنے پیش رو اُدباء پر نقد وجرح اور معارضہ کرنے کے لیے بھی فنِ مقامہ کا انتخاب کیا، چنانچہ علامہ آلوسیؒ نے زمخشری، شیخ عثمان نے حریری کے معارضہ ومقابلہ میں مقامات لکھے۔ ایسے ہی سیوطیؒ نے اپنے معاصر اہل علم پر نقد کو اپنے مقامات کا موضوع بنایا ہے۔

مقامات نامی چند کتابیں

علامہ بدیع الزمان ہمذانی نے جب اپنے مقامات تحریر کیے اور حریری نے اس فن کے ستون مضبوط کیے تو اس کے بعد کئی لوگوں نے اس فن میں اپنی تحریریں شامل کرنے کی کوشش کی، لیکن کسی بھی مصنف کو ایسا نیا اضافہ کرنے میں کامیابی نہ مل سکی جو ہمذانی اور حریری کی تحریروں کا مقابلہ کر سکے، چنانچہ حریری اور ہمذانی کے بعد مقامات لکھنے والے اُدباء کی ایک لمبی فہرست ہے، ان کے بعد کئی اُدباء نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

❶- مقاماتِ ہمذانی: یہ علامہ بدیع الزمان ہمذانی (۳۵۸-۳۹۸ھ) کی ہے، جس نے سب سے پہلے مقامات تصنیف کیے۔ ان کے تحریر کردہ مقاموں کی تعداد چار سو ہے، جن میں صرف ۵۳ مقامے

مطبوع اور دستیاب ہیں، اس میں ابوالفتح اسکندری کی طرف نسبت کی گئی ہے، جبکہ راوی ابن ہشام ہے۔

❷- مقاماتِ حریری: یہ علامہ ابومحمد قاسم بن علی محمد البصری حریری (متوفی: ۵۱۶ھ/ ۱۱۲۲ء) کی ہے، ان مقامات کی کل تعداد پچاس ہے، جن میں دس مقامے درسِ نظامی میں شامل ہیں؛ اسی وجہ سے رائج نسخے دس مقاموں پر مشتمل ہیں، علامہ حریری نے کم وبیش ۹ سال اس پر محنت کرنے کے بعد ۵۰۴ھ میں اسے مکمل کیا۔

❸- مقاماتِ سرقسطی: یہ علامہ السرقسطی ابن الاشترکوفی (متوفی: ۳۵۸ھ/ ۹۶۸ء) یہ پچاس مقامات پر مشتمل ہے، اس میں منذر بن حمام کی زبانی سائب بن تمام کا واقعہ بیان کیا ہے۔

❹- مقاماتِ زمخشری: یہ علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد جار اللہ زمخشری (متوفی: ۵۳۸ھ/ ۱۱۴۳ء) کی ہے۔

❺- مقاماتِ اعظم رازی: یہ علامہ احمد بن محمد رازی کی مقامات ہے، یہ علامہ اعظم رازی کے نام سے مشہور تھے، جس کے مقاموں کی تعداد ۱۲ ہے۔ ان مقامات کا راوی القعقاع بن زنباع ہے۔ اعظم رازی اس کی تحریر وتالیف سے ۶۳۰ھ میں فارغ ہوئے۔

❻- المقامات المسيحية: یہ علامہ ابوالعباس یحییٰ بن سعید ابن ماری نصرانی بطری الطبیب (متوفی: ۵۸٦ھ/ ۱۱۹۰ء) کی ہے۔

❼- المقامات الزينية: یہ علامہ زین الدین بن صیقل الجزری (متوفی: ۷۰۱ھ/ ۱۳۰۱ء) کی ہے، مقامات کی تعداد پچاس ہے، اس کی نسبت ابونصر مصری کی طرف ہے، اور راوی قاسم بن جریان دمشقی ہیں۔

❽- مقاماتِ سیوطی: یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی: ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) کی ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ (جو نویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے ہیں) نے بھی اپنی بعض تحریروں کو ''مقامہ'' کا عنوان دیا ہے، مگر انہوں نے اس کی ساخت اور انداز پر زیادہ توجہ نہیں دی، بلکہ موضوع اور معانی پر زیادہ زور دیا۔

احمد شوقی نے درست لکھا ہے کہ حریری کے بعد انہی کی مقامات اہلِ ادب کے لیے قبلہ وکعبہ بن گئی۔

یہ ''مشتے از خروارے'' کے طور پر مشہور مقامات کے نام ذکر کیے گیے ہیں، کچھ تو وہ حضرات ہیں جنہوں نے مقامات کے نام سے مستقل تالیف کی، تاہم کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایک یا دو مقامے تحریر کیے ہیں۔ اکثر مقامات مرورِ زمانہ کی وجہ سے ناپید ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ ان علماء کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے مقامات تحریر کیے ہیں، جن کے نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ (جاری ہے)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....